3 زری پالیسی اور مہنگائی

3.1 پالیسی جائزہ

معیشت میں بڑھتے ہوئے عدم توازن کے ساتھ ہمت آزما امکانات کے باعث مالی سال 18ء کے دوران پاکستان کی زری پالیسی میں تبدیلی ہوتی رہی۔ پالیسی ریٹ کو تقریباً 20 مہینوں تک کسی تبدیلی کے بغیر تاریخی لحاظ سے کم ترین سطح پر رکھنے کے بعد زری پالیسی کمیٹی نے سال کے دوران اس میں مجموعی طور پر 75 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔ دباؤ کا اہم سبب ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کی موزونیت کی سطح (**جدول 3.1**) کے ساتھ ساتھ مہنگائی کی مستقبل کی سمت تھی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جنوری 2018ء سے اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکی طلب کا دباؤ معاشی نمو کی وسط مدتی پائیداری کے لیے ممکنہ طور پر خطرات پیدا کر سکتا ہے جس کی عکاسی بڑھتی ہوئی درآمدات، جڑواں خساروں اور قوزی مہنگائی کی بلند سطح سے ہوتی ہے۔ دراصل مالی سال 19ء کے لیے عمومی مہنگائی کی پیش گوئی پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات کی منتقلی کے باعث اس کے 6.0 فیصد ہدف سے تجاوز کے زیادہ امکان کو ظاہر کرتی ہے۔

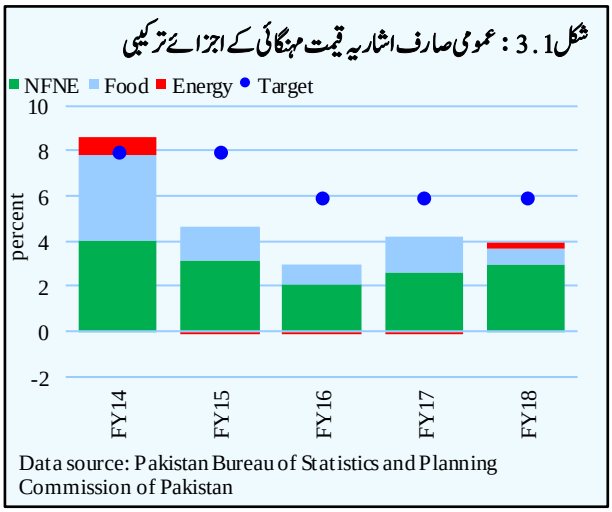
پالیسی میں تبدیلی کے وقت سے سال کے دوران خطرات کا بدلتا ہوا توازن ظاہر ہوتا ہے۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران زری پالیسی کمیٹی کے تینوں اجلاسوں میں پالیسی ریٹ میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا کیونکہ مہنگائی کم اور پیش گوئی ہدف کے مطابق تھی۔ اگرچہ اجناس کی عالمی قیمتوں کی بحالی شروع ہو چکی تھی اور طلب پر مبنی دباؤ نے غیر غذائی مہنگائی کو بڑھا دیا تھا لیکن غذائی مہنگائی میں تیزی سے کمی نے ان کے مشترکہ اثرات کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ یہ کمی اہم غذائی اجناس کی رسد میں بہتری اور سگریٹوں کے لیے سازگار ضوابطی ماحول کو ظاہر کرتی ہے۔ یہی رجحان پورے سال برقرار رہا ہے (**شکل 3.1**)۔ اس سے قطع نظر متعدد اجزا پر ضوابطی ڈیوٹیوں کے نفاذ اور پیٹرول اور دیگر ایندھنوں کی ملکی قیمتوں کی وجہ سے مہنگائی کی توقعات بڑھ گئیں (جس کی نشاندہی آئی بی اے ایس بی پی اعتمادِ صارف سروے سے ہوتی ہے)۔ جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے اگرچہ سال کی پہلی ششماہی کے رجحانات اطمینان بخش نہیں تھے تاہم حکومت کی جانب سے عالمی سرمایہ منڈی سے رقوم جمع کرنے کے منصوبے سے امکانات کو کچھ تقویت حاصل ہوئی۔

جدول 3.1: اہم پالیسی اظہاریے

	م س16ء	م س17ء	م س18ء			
			سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4
درآمدات (ارب امریکی ڈالر)	44.7	52.9	14.3	14.6	15.6	16.6
جاری کھاتہ / جی ڈی پی (فیصد)	-1.7	-4.1	-1.1	-1.4	-1.4	-1.9
مالیاتی توازن / جی ڈی پی (فیصد)	-4.6	-5.8	-1.3	-1.0	-2.0	-2.3
درآمدات کی کوریج (مہینے)	5.8	4.0	3.2	3.2	2.6	2.1
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی (فیصد، مدتی اوسط)	2.9	4.2	3.4	4.1	3.8	4.4
قوزی مہنگائی (فیصد، مدتی اوسط)	4.2	5.2	5.5	5.4	5.4	7.0
پاکستانی روپیہ / امریکی ڈالر (مدتی اوسط)	104.8	104.8	105.4	106.6	111.1	116.8

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، بینک دولت پاکستان، وزارت خزانہ

شکل 3.1 : عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی



Data source: Pakistan Bureau of Statistics and Planning Commission of Pakistan

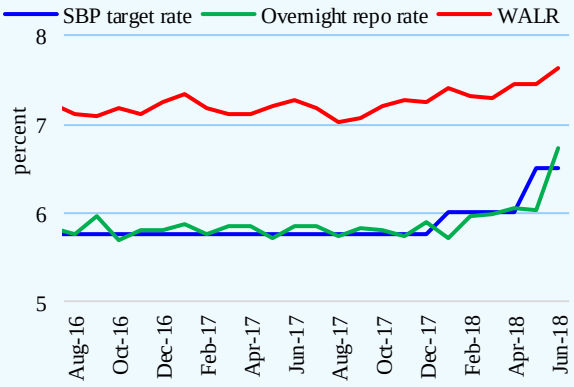
تاہم جنوری 2018ء میں زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے انعقاد تک امکانات اور پالیسی کی مساوات مکمل طور پر بدل گئی تھی۔ خاص طور پر چار عوامل نے شرح سود بڑھانے کے فیصلے میں اہم کردار ادا کیا: (i) دسمبر 2017ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں 4.4 فیصد کمی ہوئی اور توقع تھی کہ اس کا عمومی مہنگائی پر تاخیر سے اثر

پڑے گا، (ii) تیل کی عالمی قیمتوں میں بتدریج اضافہ، (iii) پاکستانی روپے اور بقیہ دنیا کے درمیان شرح سود کا کم ہوتا ہوا فرق[1] اور (iv) پیداواری فرق کے تخمینوں کا مثبت سطح کے قریب رہنا۔ چنانچہ زری پالیسی کمیٹی نے اپنے جنوری 2018ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں 25 بیسس پوائنٹس اضافے کا فیصلہ کیا۔

اگلے جائزے میں پالیسی ریٹ میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا تاکہ پالیسی میں پیش رفت کے اثرات ظاہر ہونے کے لیے وقت دیا جاسکے۔ تاہم جب زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس دوبارہ منعقد (مئی 2018ء میں) ہوا تو جڑواں خسارے معیشت کی پریشان کن تصویر پیش کر رہے تھے۔ اوّل، مالی رقوم کی محدود آمد کے ساتھ تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے نے برآمدات کے بڑھنے اور نان آئل درآمدات کی سست رفتاری کا اثر بڑی حد تک زائل کر دیا۔ دوم، توقع سے زیادہ مالیاتی توسیع طلب کا دباؤ کم کرنے کے لیے مرکزی بینک کی پالیسی کے برعکس تھی۔ اس کے نتیجے میں زری پالیسی کمیٹی کے اراکین کی اکثریت نے پالیسی ریٹ میں 50 بیسس پوائنٹس اضافے کے حق میں ووٹ دیا۔

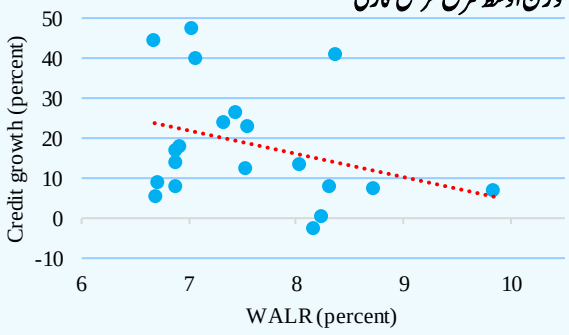
زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں مجموعی طور پر 75 بی پی ایس کے اضافے کا بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا، جس میں اس مدت کے دوران صرف 39 بی پی ایس کا اضافہ ہوا (**شکل 3.2 الف**)۔ منتقلی میں روایتی تاخیر کے علاوہ بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری میں معتدل اضافہ بھی بین البینک منڈی میں ایک ایسے وقت میں سیالیت کی دستیابی کو ظاہر کرتا ہے جب بینکوں میں مالی لحاظ سے مستحکم منصوبوں کے حصول کی مسابقت موجود ہے۔ البتہ نجی بینکوں کی بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری اور ان کی جانب سے قرضوں میں اضافے کے درمیان منفی ربط دیکھنے میں آیا ہے (**شکل 3.2 ب**)۔ یہاں اس بات کا اعادہ اہم ہے کہ کم اور مستحکم بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری نے مالی سال 18ء میں ملک کی حقیقی جی ڈی پی میں نمو کی 13 برسوں کی بلند سطح 5.8 فیصد کے حصول میں اہم کردار ادا کیا ہے، کیونکہ صنعتوں نے اپنے اخراجات کی مالکاری کے لیے بینکوں کے قرضوں پر زیادہ انحصار کیا۔ یہ بات نجی شعبے کے قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب کی 8 برسوں کی بلند سطح سے بھی ظاہر ہوتی ہے (**شکل 3.3**)۔

شکل 3.2 الف: اہم شرح ہائے سود کا رجحان



Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.2 ب: م س 18ء: نجی بینکوں کے نجی شعبے کو قرضوں میں نمو اور بہ وزن اوسط شرح قرض گاری



* Dots represent individual scheduled banks

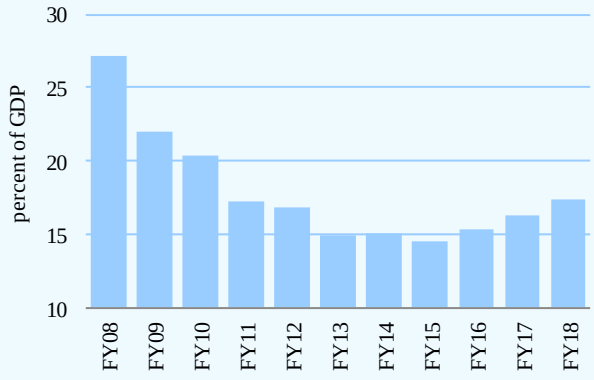
Data source: State Bank of Pakistan

خصوصاً بیشتر شعبوں میں جاری سرمائے کے قرضوں میں تیزی نمایاں تھی جن میں ٹیکسٹائلز، سیمنٹ، برقی مشینری، لوہا اور فولاد، خوردنی تیل اور گھی، بنیادی کیمیکلز اور چاول کے پروسیسرز شامل ہیں (**سیکشن 3.3**)۔ کم شرح سود کے علاوہ اس نمو کو پیداواری گنجائش میں اضافے، صنعتی سرگرمیوں میں تیزی اور خام مال کی قیمتوں سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے جن میں مالی سال 18ء میں گذشتہ برس کے مقابلے میں سست رفتاری سے لیکن اضافہ ہوتا رہا۔ تاہم معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ گذشتہ برس کے

[1] 2017ء کے آخر میں متعدد ابھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ معیشتوں نے اپنی شرح سود میں اضافہ کیا۔ خاص طور پر امریکی مرکزی بینک فیڈرل ریزرو اور بینک آف انگلینڈ نے اپنی شرح سود میں بالترتیب 75 اور 25 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔ ریزرو بینک آف انڈیا نے بھی اپنے جون اور اگست 2018ء میں اپنی زری پالیسی کے گذشتہ دونوں جائزوں میں اپنی شرح سود میں 25، 25 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔

مقابلے میں کم رہا۔ تفصیلی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی سست رفتاری میں کھاد کے شعبے نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ پہلے حاصل کیے گئے قرضوں کی واپسی کا وقت ہو گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں اشیا سازی کے اہم شعبوں (بشمول ٹیکسٹائل، سیمنٹ، خوردنی تیل اور گھی اور گھریلو آلات) کے معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ برآمدی نوعیت کے شعبوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی زراعانت یافتہ اسکیموں نے بھی ٹیکسٹائل جیسے کچھ شعبوں میں سرمایہ جاتی اخراجات کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی میں اہم کردار ادا کیا۔ بجلی کے شعبے میں اگرچہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران معین سرمایہ کاری کمزور رہی تاہم دوسری ششماہی میں اس میں کچھ تیزی دیکھی گئی کیونکہ فرموں نے بجلی کے نئے منصوبوں پر پابندی کے نفاذ کے باعث منصوبوں کی بندش (project closures) کے عمل میں تیزی لانے کی کوشش کی تھی۔

شکل 3.3: نجی شعبے کے قرضے



Data source: State Bank of Pakistan and Pakistan Bureau of Statistics

رسد کے لحاظ سے بینکوں کے پاس نجی شعبے کی طلب پوری کرنے کے لیے خاصی سیالیت موجود ہے۔ سیالیت میں بہتری کو بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے بین البینک منڈی میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے سیالیت کے مؤثر انتظام سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جن کا مقصد شبینہ نرخوں کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنا تھا۔ مالی سال 18ء میں بازارِ زر کے سودوں سے بعض اوقات پیدا ہونے والے سیالیت کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملی، جو ان عوامل کا نتیجہ تھے: (i) سال کی بیشتر مدت (4 میں سے 3 سہ ماہیوں میں۔ **جدول 3.2**) میں بینکوں سے میزانی قرض گیری، (ii) زرمبادلہ کے آپریشنز اور (iii) امانتوں کی نمو میں سست رفتاری۔ بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت میں اسٹیٹ بینک کی اعانت خاص طور پر پہلی ششماہی میں مضبوط رہی جب نجی شعبے کی جانب سے موسمی قرض گیری عروج پر تھی اور امانتوں کی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً نصف ہو چکی تھی (**باکس 3.1**)۔ بعد ازاں تیسری سہ ماہی میں بین البینک منڈی میں سیالیت کی پوزیشن بہتر ہو گئی جبکہ اس کے ساتھ بھاری مقدار میں ٹی بلز اور پی آئی بیز کی عرصیتیں مکمل ہو گئیں تاہم کمرشل بینکوں نے ان کے اجرائے ثانی میں دلچسپی نہیں لی اور حکومت کو اسٹیٹ بینک سے 2.2 ٹریلین روپے کا قرضہ لینا پڑا۔ سیالیت کی اطمینان بخش صورت حال مالی سال 17ء کے مقابلے میں مالی سال 18ء کے دوران کمرشل بینکوں کی اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت کے کم قرضوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

نجی شعبے کے قرضوں میں مجموعی نمو کے زری توسیع پر اثر کو سرکاری شعبے کے قرضوں میں بلند اضافے سے بھی تقویت ملی۔ نہ صرف میزانی قرضے تیزی سے بڑھتے رہے بلکہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں نے خاص طور پر اجناس کی کارروائیوں کے لیے بھاری قرضہ حاصل کیا۔ نتیجتاً مالی سال 18ء میں مجموعی خالص ملکی اثاثوں میں 15.9 فیصد نمو ہوئی۔ تاہم ملک کے خالص بیرونی اثاثوں میں نمایاں کمی نے اس کا اثر جزوی طور پر زائل کر دیا، جو بیرونی کھاتے کے بڑھتے ہوئے خسارے کو ظاہر کر رہا تھا۔ زر کی رسد میں مجموعی طور پر 9.7 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس ہونے والی 13.7 فیصد نمو سے کم ہے۔

جدول 3.2: جدولی بینکوں سے میزانی قرض گیری

ارب روپے

	م س17ء	م س18ء
پہلی سہ ماہی	-260.2	168.7
دوسری سہ ماہی	-210.3	147.2
تیسری سہ ماہی	373.0	-1706.8
چوتھی سہ ماہی	276.9	1238.5

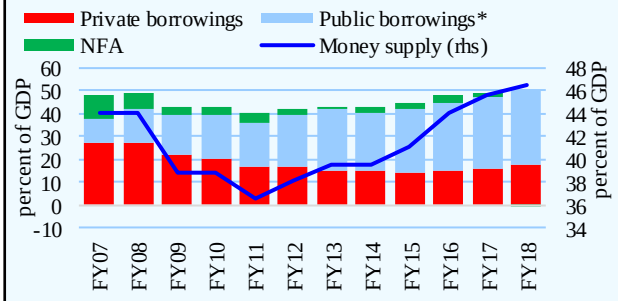
ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس سست رفتاری کے باوجود جی ڈی پی کے فیصد کے لحاظ سے مجموعی ایم ٹو میں اضافہ جاری رہا اور یہ مالی سال 08ء کی سابقہ بلند سطح سے تجاوز کر کے مالی سال 18ء میں 46.5 فیصد تک پہنچ گیا۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران اس تناسب میں مسلسل اضافہ معیشت میں ملکی طلب کے دباؤ کو بڑھاتا رہا ہے۔ اگرچہ توقع ہے کہ زری سختی کے حالیہ اقدامات سے اس دباؤ کو کم کرنے میں کسی حد تک مدد ملے گی[2] تاہم پالیسی میں اس تبدیلی کی اثر انگیزی کا دارومدار مالیاتی نظم و ضبط برقرار رکھنے کی مربوط کوششوں پر

[2] مالی سال 18ء میں پالیسی ریٹ میں 75 بی پی ایس اضافے کے بعد زری پالیسی کمیٹی نے جولائی 2018ء میں مزید 100 بی پی ایس اضافے کا اعلان کیا۔

ہے۔ خصوصاً، ایم ٹو کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشتر اضافہ سرکاری قرضوں کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ نجی شعبے کے قرضوں کا حصہ خاصا معتدل رہا ہے (**شکل 3.4**)۔ یہ اس خطرے کو ظاہر کرتا ہے کہ مضبوط اور مستقل مالیاتی توسیع کا ضارب اثر ملکی طلب پر زری سختی کے تخفیفی اثر کو ممکنہ طور پر زائل کر سکتا ہے۔

شکل 3.4: زر کی رسد اور اس کے اہم اجزا



* Includes budgetary borrowings, PSE credit and loans taken to conduct commodity operations
Data source: State Bank of Pakistan

زری پالیسی کی اثر انگیزی کے لیے ایک اہم چیلنج بننے کے علاوہ مالیاتی مشکلات، بینکاری شعبے کی ترقی اور مالی خدمات کی گہرائی کے حوالے سے بھی موافق نہیں ہیں۔ پاکستان میں قرضوں اور ڈپازٹ کا تناسب نچلی سطح پر ہے کیونکہ عام طور پر بینک حکومتی وثیقہ جات میں بھاری سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ اگرچہ گذشتہ دو برسوں کے دوران اس تناسب میں بہتری آئی ہے اور مالی سال 18ء میں یہ 53.1 فیصد تک پہنچ گیا ہے، پھر بھی ایشیا بحر الکاہل خطے کے 73.9 فیصد کے مقابلے میں کم ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک فنڈنگ کے لیے حکومت کی طلب موجود ہے، اس وقت تک بینک اپنی رقوم کا بڑا حصہ نجی شعبے خصوصاً پسماندہ طبقات کے لیے وقف نہیں کریں گے۔ مثال کے طور پر ایس ایم ای کے شعبے کو لیجیے۔ مالی سال 18ء کے دوران ایس ایم ایز کی جانب سے قرضوں کے استعمال کی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں کمزور رہی کیونکہ بینکوں نے بڑے کارپوریٹ اداروں میں اپنے انکشاف کو مزید بڑھا دیا تھا (**جدول 3.3**)۔ بینکوں کی مجموعی قرض گاری میں نہ صرف ایس ایم ایز کا حصہ کم ہوا بلکہ ایس ایم ای قرض لینے والے افراد کی تعداد میں بھی کمی آگئی ہے۔ اگرچہ نجی شعبے کے قرضوں میں گذشتہ تین برسوں میں ہونے والا اضافہ قابل تعریف ہے تاہم بینکوں کی جانب سے مختص رقوم کا کچھ بین شعبہ جاتی تبادلہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر کارپوریٹ قرضوں میں اضافہ ایس ایم ای قرضوں میں کمی کا سبب بنا ہے۔

جدول 3.3: ایس ایم ای مالکاری کے اہم اظہاریے

	جون16ء	جون17ء	جون
ایس ایم ای فنانس (سالانہ بہاؤ، ارب روپے)	30.7	78.5	33.7
مجموعی قرضوں میں ایس ایم ایز کا حصہ (فیصد)	5.4	5.9	5.4
ایس ایم ای قرض گیر (تعداد)	165,238	177,342	169,7
ایس ایم ایز کے خالص غیر فعال قرضوں اور قرضے کا تناسب (فیصد)	26.5	20.5	17.8

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے بینکوں کے قرضوں کی مختلف شعبوں میں زیادہ متوازن تقسیم یقینی بنانے کے اقدامات کر رہا ہے۔ مالی سال 18ء میں اسٹیٹ بینک نے ایس ایم ای فنانس کو فروغ دینے کا ایک جامع روڈمیپ پیش کیا۔ یہ روڈمیپ 9 اہم ستونوں پر مشتمل ہے جن میں ضوابطی فریم ورک بہتر بنانا، مائیکروفنانس بینکوں کے حجم میں اضافہ کرنا اور ایس ایم ای مالکاری کے طریقوں کو آسان بنانا شامل ہیں۔ اسی طرح، اسٹیٹ بینک نے کم لاگت مکاناتی مالکاری کو فروغ دینے کے فریم ورک کا مسودہ بھی تیار کیا ہے (**باکس 3.2**)۔ توقع ہے کہ ایسے اقدامات سے پاکستان میں قرضوں کی گہرائی اور ان تک رسائی میں خاصی بہتری آئے گی۔ پھر بھی مالیاتی پالیسی کو زری پالیسی کی اثر انگیزی یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ مالی شمولیت کے حصول کے وسیع تر مقصد سے ہم آہنگ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ طلب کے دباؤ کو کم کرنا زیادہ اہم ہوتا جا رہا ہے کیونکہ وسط مدت میں مہنگائی پر لاگت کا دباؤ مزید مضبوط ہونے کی توقع ہے۔ جولائی 2018ء کے اعتماد صارف سروے کے مطابق بظاہر مہنگائی کی توقعات ابھی تک بلند ہیں جنہیں مد نظر رکھنا اہم ہے۔ لہٰذا اسٹیٹ بینک زری پالیسی کمیٹی کو معیشت کو لاحق ابھرتے ہوئے خطرات سے آگاہ کرتا رہے گا تاکہ موزوں زری پالیسی موقف اختیار کرنے کو یقینی بنایا جا سکے۔

باکس 3.1: امانتیں جمع کرنے کی رفتار کیوں کم ہے؟

امانتوں کی نمو مالی سال 18ء میں کم ہو کر 8.8 فیصد ہو گئی جو ایک سال قبل 12.4 فیصد تھی۔ تاہم، واضح رہے کہ مالی سال 18ء کے دوران امانتوں میں 44.8 فیصد اضافہ صرف جون میں ہوا ہے اور اس مہینے کی امانتوں کو منہا کر دیا جائے تو امانتوں کی نمو میں سست رفتاری کہیں زیادہ ہو جاتی ہے (**دیکھیے شکل 3.1.1**)۔ اس کا ایک عام سبب شرح سود کا بہت کم سطح پر ہونا ہے، جس سے امانت گزاروں کی جانب سے بینکوں میں رقوم رکھنے کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ مزید برآں، چونکہ ایم ٹو کی مجموعی نمو کی رفتار سست رفتار ہو چکی ہے لہٰذا امانتوں میں کمی حقیقت پسندانہ معلوم ہوتی ہے۔

تاہم موافق زری پالیسی کے سابقہ ادوار میں بینک امانتوں کی نمو مستحکم رہی تھی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آخر جون 2018ء پر امانتوں اور ایم ٹو کا تناسب نوے کی دہائی کے اوائل میں اصلاحات کے آغاز کے بعد سے دیکھی جانے والی کم ترین سطحوں میں سے ایک ہے (**شکل 3.1.2**)۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ عوام اور کاروباری اداروں کے لیے نیا تخلیق ہونے والا زر بینکاری نظام میں دوبارہ داخل نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے بعض نقصانات ہیں جن میں معاشی ترقی پر منفی اثرات اور بینکوں کے پاس مالی وساطت کی خدمت انجام دینے کے لیے سیالیت میں کمی شامل ہیں۔

کاروباری ادارے زیادہ متاثر ہوئے

مالی سال 12ء تا مالی سال 15ء کے دوران مرکب سالانہ شرحِ نمو کے لحاظ سے بینکاری نظام کی امانتوں (حکومتی امانتوں سمیت) میں 13.7 فیصد نمو ہوئی، بعد ازاں مالی سال 15ء تا مالی سال 18ء میں مرکب سالانہ شرحِ نمو گر کر 11.4 فیصد پر آ گئی (**دیکھیے جدول 3.1.1**)۔ اپنا کاروبار (یعنی چھوٹے کاروباری ادارے) اور 'دیگر ذاتی' امانتوں (علاوہ تنخواہ دار افراد) کا امانتوں میں حصہ سب سے زیادہ (جون 2018ء تک 36.3 فیصد) ہے اور مالی سال 12ء تا مالی سال 15ء کے مقابلے میں مالی سال 15ء تا 18ء میں ایسی امانتوں میں نمو کم ہو کر تقریباً نصف رہ گئی ہے۔ مجموعی امانتوں میں پچیس فیصد حصے کے ساتھ اشیا سازی، ریئل اسٹیٹ، کامرس اور تجارتی فرموں کی جانب سے امانتیں رکھنے کا رجحان بھی کمزور رہا ہے۔

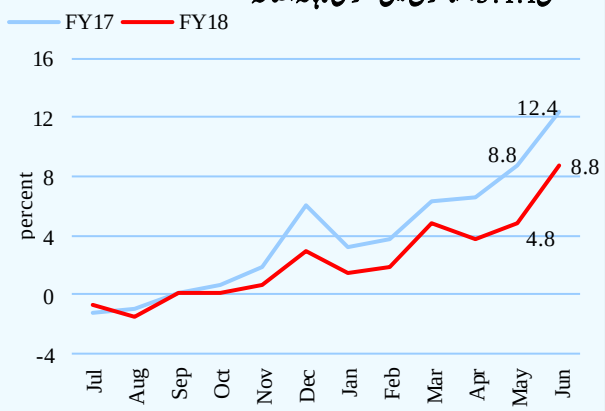
ودہولڈنگ ٹیکس بدستور نقصان پہنچا رہا ہے

دو برس قبل امانتوں اور ایم ٹو کے رجحان میں تبدیلی کا بنیادی سبب نان فائلرز کے لیے غیر نقد بینکاری لین دین (50,000 روپے سے زائد) پر ودہولڈنگ ٹیکس کا نفاذ تھا، جس پر عملدرآمد جولائی 2015ء سے شروع ہو گیا تھا (**تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے 2017ء کا خصوصی سیکشن 1**)۔ اگرچہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء میں بینک امانتوں میں بحالی آئی ہے لیکن اعداد و شمار مختلف تصویر پیش کرتے ہیں۔ مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء میں امانتوں اور ایم ٹو کے تناسب میں کمی کا رجحان جاری رہا ہے، جس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ودہولڈنگ ٹیکس کے اثرات ابھی تک بینکاری نظام میں نقد رقوم کی واپسی میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔

بینکوں کی نفع بخش امانتوں سے گریز کی حکمت عملی

حالیہ برسوں میں بینکوں کی جانب سے نجی شعبے خصوصاً نفع بخش امانتیں جمع کرنے کی مؤثر کوششیں نہیں کی گئیں۔ اس رویے کا سراغ امانتوں کے نرخوں پر حد کے نفاذ سے لگایا جا سکتا ہے جو بینکوں

شکل 3.1.1: امانتوں میں مجموعی ماہانہ اضافہ



Data source: State Bank of Pakistan

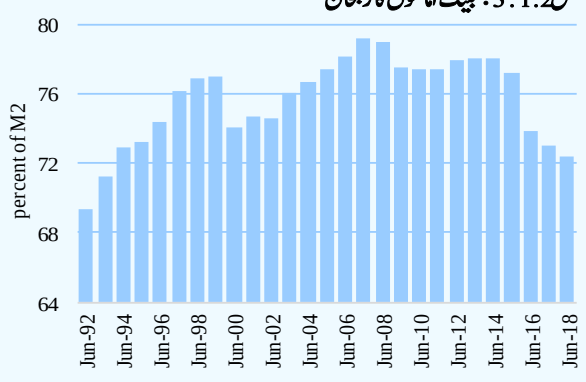
جدول 3.1.1: امانتوں میں شعبہ وار نمو

فیصد

	جون 18ء میں	مرکب اوسط شرح سود	
		مالی سال 12ء تا 15ء	مالی سال 15ء تا 18ء
	حصہ		
کل	100.0	13.7	11.4
جس میں:			
I۔ حکومت	14.5	14.0	22.9
II۔ غیر مالی پی ایس ایز	6.1	4.4	16.8
III۔ غیر بینک مالی ادارے	3.2	16.9	28.5
IV۔ نجی شعبے کا کاروبار	23.6	15.0	5.9
V۔ ذاتی	47.8	15.2	9.3
الف۔ تنخواہ دار افراد	11.5	17.8	14.2
ب۔ ذاتی روزگار	21.9	14.3	7.8
ج۔ دیگر ذاتی	14.4	14.9	8.2
VI۔ دیگر	0.5	1.5	-2.6

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

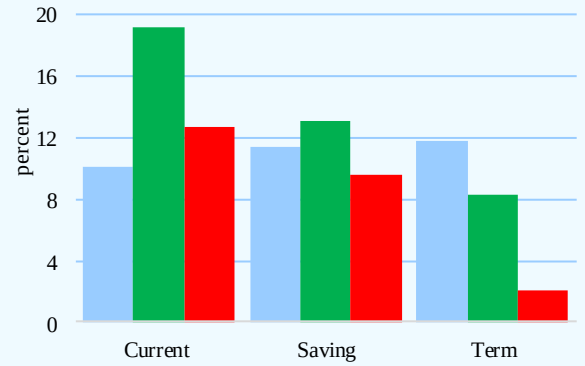
شکل 3.1.2: بینک امانتوں کا رجحان



Data source: State Bank of Bakistan

کی جانب سے اپنے سودی اخراجات میں کٹوتی کی صلاحیت کو محدود کر دیتی ہے۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاروں کی جانب سے نئے صارفین کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی ہے کہ وہ معین یا میعادی امانتوں کے بجائے جاری یا بچت کھاتے کھولیں۔ منتخب بینکوں کے اثاثوں اور واجبات کے گوشواروں کے جائزے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سودی اخراجات میں کمی کے لیے بینکوں کی جانب سے امانتوں کے جزدانوں کی مطابقت ایک معمول کی حکمت عملی ہے۔ دراصل کئی بینکوں نے اپنے سہ ماہی اور سالانہ گوشواروں میں "مقداری کمی"، "کانٹ چھانٹ" کو زیادہ ظاہر کیا ہے یا اپنی بلند لاگت امانتوں کو دوبارہ ترتیب دیا ہے۔ بظاہر بینکوں میں خود کو منافع بخش رکھنے کی توقع میں کم لاگت جاری اور بچت کھاتے کی امانتیں جمع کرنے کا رجحان عام ہے۔ اس لیے، یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ میعادی امانتوں (21.0 فیصد حصہ) پر اس کا شدید ترین اثر پڑا ہے (**شکل 3.1.3**)۔

شکل 3.1.3: امانتوں میں زمرہ وار سالانہ نمو



Data source: State Bank of Pakistan

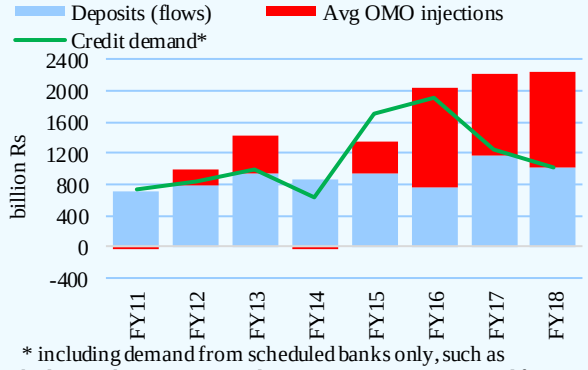
بینک سیالیت کے متبادل ذرائع کی دستیابی

حالیہ برسوں میں بینکوں کی امانتیں جمع کرنے کی کوششوں کو متاثر کرنے کا ایک اور اہم سبب سیالیت کی وافر دستیابی ہے۔ اوّل، اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازار زر کے سودوں کے ادخالات (شبینہ نرخوں کو ٹارگٹ ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے) بینکوں کے اپنی سیالیت کی ضروریات پوری کرنے میں خاصے معاون ثابت ہوئے ہیں۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران بازار زر کے سودوں کے ادخالات کا اوسط حجم بینکوں کی امانتوں کی بنیاد میں اضافے جتنا ہی رہا ہے (**شکل 3.1.4**)۔

اسی طرح، زراعانت یافتہ مارک اپ کی وجہ سے قرض گیروں کو متوجہ کرنے والی اسٹیٹ بینک کی نومالکاری اسکیمیں خاص طور پر طویل مدتی فنڈنگ کے حوالے سے کمرشل بینکوں کی سیالیت کا اہم ذریعہ رہی ہیں۔ گذشتہ تین برسوں میں بینکوں نے اپنے مجموعی کاروباری قرضوں میں سے تقریباً 12 فیصد اسٹیٹ بینک سے نومالکاری کی مد میں حاصل کیا ہے۔

آخر میں سرکاری شعبے کی امانتیں (حکومتی اور سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز دونوں کی) بینکوں کی سیالیت کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئی ہیں۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران ان امانتوں کا بینک امانتوں میں ہونے والے مجموعی اضافے میں حصہ اوسطاً 30 فیصد رہا ہے۔ امانتوں کے واجب الادا ذخیرے میں آخر مالی سال 18ء تک سرکاری شعبے کا حصہ 20 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو تین سال پہلے کے 16 فیصد سے زیادہ ہے۔ بینک اپنی آپریشنل امانتوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان امانتوں پر زیادہ انحصار کر رہے ہیں۔

شکل 3.1.4: بینک فنڈنگ اور قرضے کی طلب کے اہم ذرائع



* including demand from scheduled banks only, such as budgetary borrowings; credit to private sector, PSEs, and for commodity operations

Data source: State Bank of Pakistan

بچت کنندگان کی جانب سے اپنی رقوم کو بینکوں میں رکھوانے کی حوصلہ افزائی کے لیے اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اسٹیٹ بینک اس حوالے سے بینکوں کو بار بار ہدایات جاری کر چکا ہے کہ وہ امانتیں جمع کرنے کی اپنی کوششوں میں تیزی لائیں اور اس مقصد سے امانتوں کی شرح پر حد بھی عائد کی جا چکی ہے لیکن ٹیکسوں کے نظام پر نظر ثانی بے حد اہمیت کی حامل ہو چکی ہے۔ غیر نقد لین دین پر ود ہولڈنگ ٹیکس ہٹانا خاص طور پر مددگار ثابت ہوگا۔ توقع ہے کہ زری پالیسی کی تبدیلی کے ساتھ بین البینک منڈی میں سیالیت کے تحرکات بدل سکتے ہیں، جس سے بینکوں کو امانتوں کی بنیاد وسیع کرنے پر توجہ دینے کی ترغیب مل سکتی ہے۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 18ء کے دوران زرِ وسیع (ایم ٹو) کی نمو میں گذشتہ برس کے مقابلے میں سست روی دیکھی گئی (**جدول 3.4**)، جس کا اہم سبب اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں خاصی کمی ہے۔ مزید برآں، خالص ملکی اثاثوں کی نمو بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم تھی۔

خالص بیرونی اثاثے

بیرونی شعبے پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ مالی سال 2000ء کے بعد پہلی مرتبہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے (اسٹاک) منفی ہو گئے ۔ زیادہ اثرات اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں نے مرتب کیے جن میں مالی سال 18ء کے دوران 817.3 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی (**شکل 3.5**)۔ اسی طرح مالی سال 18ء میں زر بنیاد میں ہونے والی کم سال بسال نمو میں بھی مرکزی بینک سے میزانی قرض گیری کی بلند سطح کے باوجود اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں بتدریج کمی نے اہم کردار ادا کیا۔ جہاں تک کمرشل بینکوں کا تعلق ہے تو ان کے خالص بیرونی اثاثوں کا حجم پہلے ہی مالی سال 16ء میں منفی ہو چکا ہے کیونکہ بینکوں نے بین البینک منڈی میں زرمبادلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لیے بیرونی قرض گیری سے زیادہ رجوع کیا تھا۔

جدول 3.4: زری مجموعے[ع]

ارب روپے

	اسٹاکس میں مطلق تبدیلی		شرحِ نمو فیصد میں	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
ایم ٹو (الف+ب)	1,756.0	1,416.3	13.7	9.7
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	-405.5	-811.3	-40.2	-134.8*
ب۔ خالص ملکی اثاثے	2,161.6	2,227.6	18.3	15.9
حکومتی قرض گیری	1,136.1	1,243.7	14.5	13.9
میزانی قرض گیری	1,087.3	1,110.5	15.1	13.4
اسٹیٹ بینک	907.9	1,262.9	62.9	53.7
جدولی بینک	179.4	-152.4	3.1	-2.6
اجناس کی کارروائیاں	49.9	133.2	7.8	19.4
غیر حکومتی قرض گیری	998.7	1,022.6	19.9	17.0
نجی شعبہ	747.9	775.5	16.8	14.9
پی ایس ایز	254.7	245.4	46.8	30.7
زر بنیاد	894.3	616.7	22.5	12.7

ع: عبوری

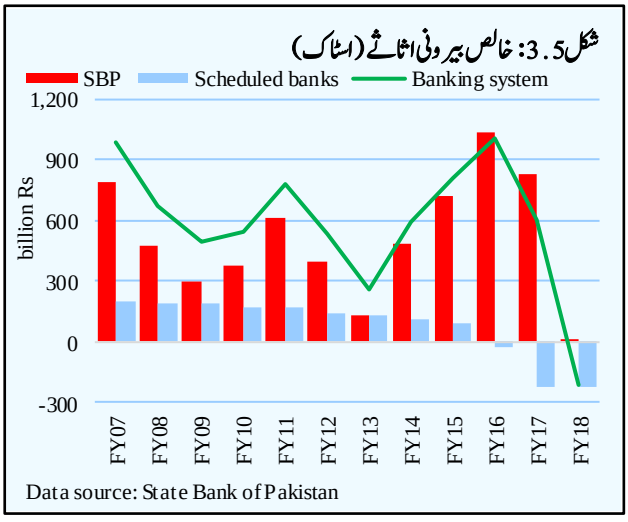
* آخر جون 2017ء کو واجب الادا حجم 602.0 ارب روپے اور آخر جون 2018ء تک منفی 209.3 ارب روپے تھا۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

میزانی قرض گیری اور بازارِ زر

5 برسوں کے بلند ترین مالیاتی خسارے کے پس منظر میں مالی سال 18ء میں بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری بلند سطح پر رہی (**شکل 3.6**)۔ بینکاری نظام میں مالی سال 18ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر انحصار زیادہ بڑھ گیا تھا۔ صرف مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومت نے اسٹیٹ بینک سے تقریباً 2.2 ٹریلین روپے کا قرضہ لیا، جبکہ ایس بی پی ایکٹ کے تحت مرکزی بینک سے قرض گیری کی سہ ماہی حد صفر مقرر ہے۔

شکل 3.5: خالص بیرونی اثاثے (اسٹاک)



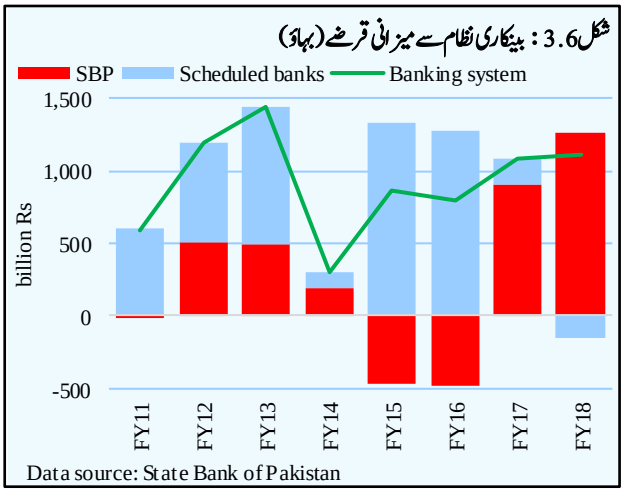
اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار سے اپنی قرض گیریوں کے اجرائے ثانی اور شرح سود میں اضافے کی توقعات سے جدولی بینکوں سے اضافی مالکاری کے حصول میں اس کی مشکلات کی عکاسی ہوتی ہے۔ ٹی بلز میں یہ رجحان خاص طور پر ششماہی اور بارہ ماہی مدتوں کے پیپرز میں زیادہ نمایاں تھا کیونکہ جدولی بینک واضح طور پر سہ ماہی تمسکات کو ترجیح دے رہے تھے۔ خصوصاً مالی سال 18ء میں پیشکشوں (اور قبولیتوں) کا تقریباً 92 فیصد حصہ سہ ماہی ٹی بلز میں مرتکز تھا (**شکل 3.7الف**)۔ حتیٰ کہ جنوری (25 بی پی ایس) اور مئی 2018ء (50 بی پی ایس) میں پالیسی ریٹ میں ہونے والا اضافہ اس رجحان میں کوئی خاص تبدیلی نہیں لا سکا اور سہ ماہی ٹی بلز کی کئی نیلامیوں میں 100 فیصد پیشکشیں سہ ماہی ٹی بلز کے لیے دی گئیں (**شکل 3.7ب**)۔

جہاں تک پی آئی بیز کا تعلق ہے اس میں جدولی بینکوں کی شرکت بحیثیت مجموعی محدود رہی جو ایک سال پہلے کے مقابلے میں کم رقوم کی پیشکش کو ظاہر کرتی ہے (**جدول 3.5**)، اگست تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مسلسل آٹھ نیلامیوں کو منسوخ کر دیا گیا۔ دراصل حکومت اس مدت کے دوران مہنگائی اور شرح سود کی سمت کے بارے

میں بازار کی توقعات سے انحراف کرتی رہی ہے، جس نے نہ صرف بازار زر / ملکی قرضہ منڈی کو بگاڑ دیا بلکہ مجموعی زری انتظام کو بھی دشوار بنا دیا تھا۔ خاص طور پر یہ مضمرات قابل ذکر تھے: (i) طویل مدتی پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی رسد کی عدم موجودگی ثانوی بازار میں ان کی یافتوں کی کمزوری کا باعث بنی بلکہ اس کے نتیجے میں خط یافت بھی بازار کی مکمل نمائندگی سے قاصر ہو گیا (ii) ملکی قرضے کی عرصیت کا خاکہ مختصر ہو گیا جس کی وجہ سے خطرۂ نومالکاری بڑھ گیا اور (iii) حکومت کو مالکاری کا فرق کم کرنے کے لیے مرکزی بینک پر زیادہ انحصار کرنا پڑا۔

تاہم مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں منعقد ہونے والی پی آئی بی کی نیلامیاں زیادہ دلچسپ تھیں کیونکہ حکومت معین شرح بانڈز کے ذریعے 46.1 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی تھی۔ مزید برآں، مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں 10 سالہ رواں شرح پر پی آئی بیز بھی متعارف کرائے گئے جن میں بازار کے شرکا نے خاصی دلچسپی دکھائی۔ خصوصاً مئی اور جون 2018ء میں رواں نرخ کی دو نیلامیوں میں 100 ارب روپے کے مشترکہ ہدف کے مقابلے میں 296.1 ارب روپے مالیت کی پیشکشیں موصول ہوئیں۔ تقابل کیا جائے تو یہ قبولیتیں کم تھیں، ان کی عکاسی قبولیت اور پیشکشوں کے تناسب سے ہوتی ہے۔ حکومت نے مجموعی طور پر ان تمسکات سے 43.1 ارب روپے جمع کر لیے ہیں۔

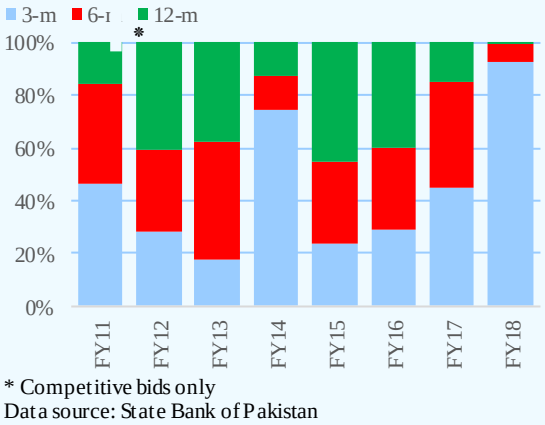
شکل 3.6 : بینکاری نظام سے میزانی قرضے (بہاؤ)



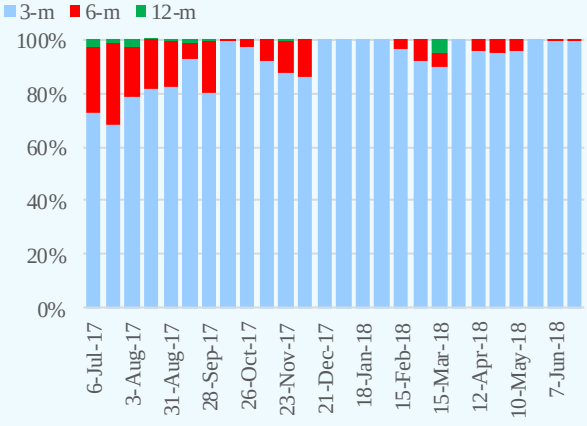
سیالیت کا انتظام

مالی سال 18ء میں پالیسی ریٹ سے بہ وزن اوسط شبینہ نرخوں کا اوسط انحراف کم ہو کر 4 بی پی ایس رہ گیا، جو ایک سال قبل 6 بی پی ایس تھا۔ اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے کمرشل بینکوں کے قرضوں کا حجم مالی سال 17ء کے مقابلے میں کم تھا جبکہ اسٹیٹ بینک ونڈو پر بینکوں کے وزٹس کی تعداد گذشتہ برس جتنی ہی تھی۔[3] مذکورہ حالات سے بین البینک منڈی میں سیالیت کی صورت حال میں بہتری اور شبینہ نرخوں پر زری پالیسی کی مؤثر ترسیل کی نشاندہی ہوتی ہے۔

شکل 3.7 الف: ٹی بل پیشکشوں کی مدت وار تفصیل



شکل 3.7 ب: م س 18ء میں ٹی بل کی مدت وار پیشکشیں*



[3] مالی سال 18ء میں کمرشل بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے 838.9 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ ایک برس قبل یہ 935.7 ارب روپے تھا۔ بینکوں نے مالی سال 18ء میں اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے 37 بار استفادہ کیا جبکہ مالی سال 17ء میں اس کی تعداد 35 تھی۔

شبینہ نرخوں کا پالیسی ریٹ سے اوسط انحراف پورا سال خاصا محدود رہا۔ جہاں تک اس کی سمت کا تعلق ہے تو چار میں سے تین سہ ماہیوں میں انحراف مثبت رہا اور یہ صرف تیسری سہ ماہی تھی جس میں انحراف غیر معمولی طور پر منفی (تین بی پی ایس) رہا۔ اس سہ ماہی میں بینکوں نے بڑھتی ہوئی شرح سود کے منظرنامے میں مدت مکمل

جدول 3.5: حکومتی تمسکات کی نیلامی کا خاکہ (عرفی مالیت)

ارب روپے

	ہدف	عرصیت*	کل**		عرصیت کا خالص			پیشکش کردہ / ہدف	پیشکش کردہ / قبول کردہ
			پیشکش کردہ	قبول کردہ	ہدف	پیشکش کردہ	قبول کردہ		
مارکیٹ ٹریژری بلز									
م س17ء	7,200.0	6,430.7	11,350.9	7,733.5	769.3	4,920.2	1,302.9	1.58	0.68
م س18ء	16,925.0	16,388.0	21,105.2	17,550.6	537.0	4,717.2	1,162.6	1.25	0.83
پی آئی بیز۔ معین شرح									
م س17ء	800.0	1,427.3	1,757.9	894.0	-627.3	330.6	-533.3	2.20	0.51
م س18ء	900.0	1,123.4	347.5	101.7	-223.4	-775.9	-1,021.7	0.39	0.29
پی آئی بیز۔ رواں شرح***									
م س18ء	100.0	-	296.1	43.1	100.0	296.1	43.1	2.96	0.15

* پی آئی بیز کے لیے عرصیت کے کالم میں پی آئی بی کوپن ادائیگیوں کو منہا کیا گیا ہے۔

** صرف ایم ٹی بی کی پیشکش کردہ رقوم میں غیر مسابقتی بولیوں کو منہا کیا گیا ہے۔ رواں شرح پی آئی بیز کے لیے، "قبول کردہ" کالم میں غیر مسابقتی بولیاں اور مختصر فروخت شامل ہیں۔

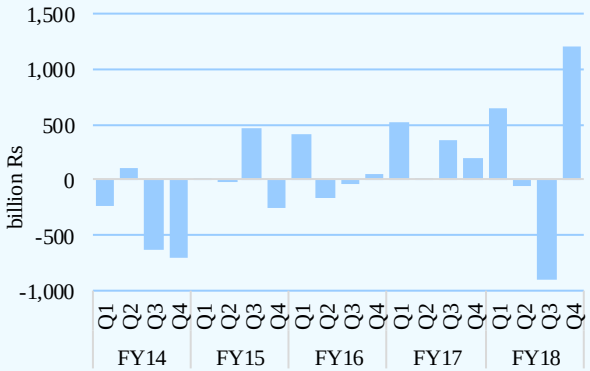
*** رواں شرح پی آئی بیز مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں ڈی ایم ڈی سرکلر نمبر 09، بتاریخ 7 مئی 2018ء کے ذریعے متعارف کرائے گئے۔ اس کی دو نیلامیاں بالترتیب مئی اور جون 2018ء میں منعقد کی گئیں۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

کرنے والی حکومتی تمسکات کے بھاری حجم کا اجرائے ثانی نہیں کیا (**شکل 3.8**)۔ تاہم انحراف کی سطح قابلِ قبول تھی کیونکہ اسٹیٹ بینک نے عارضی طور پر اپنے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کے واجبات کو واپس لے لیا تھا اور بازار میں مربوط انداز میں انجذاب کا عمل انجام دیا۔

یہ سرگرمی مختصر ثابت ہوئی اور اگلی ہی سہ ماہی میں ٹی بل کی قبولیتیں ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گئیں (مجموعی اور عرصیت کا خالص دونوں لحاظ سے)۔ خصوصاً، 07 جون 2018ء کو ٹی بلز کی نیلامی میں تقریباً 1.2 ٹریلین روپے مالیت کی عرصیت کی خالص قبولیت دیکھی گئی۔ بین البینک منڈی میں مزید سیالیت کا دباؤ زرمبادلہ ادخالات سے پیدا ہوا، جو کہ مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں خاص طور پر نمایاں تھا۔ مذکورہ پیش رفتوں نے سیالیت کے دباؤ کو قابو میں رکھنے کے لیے مرکزی بینک کو فوری ردعمل کی ترغیب دی۔ اس کے نتیجے میں بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کا واجب الادا حجم آخر جون 2018ء تک 1.5 ٹریلین روپے کے نشان کے ارد گرد تھا۔

شکل 3.8: ٹی بل پیشکشوں کی سہ ماہی قبولیتیں



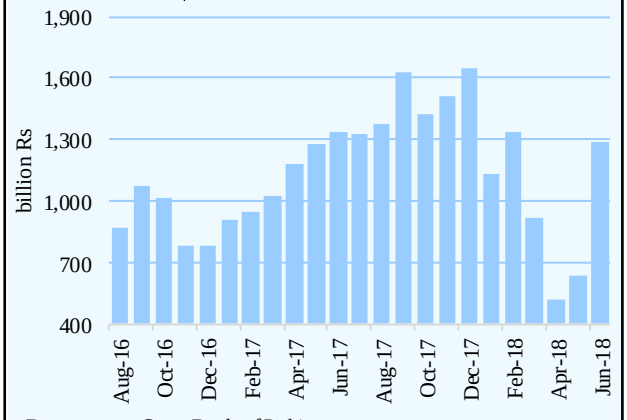
* Net of maturity
Data source: State Bank of Pakistan

جنوری 2018ء میں شروع کی گئی زری سختی کے مطابق مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری بڑھ گئی۔ تاہم پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 75 بی پی ایس اضافے کے مقابلے میں خردہ نرخوں میں اضافہ کافی معتدل (صرف 39 بی پی ایس) تھا۔ اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ بینکوں کے پاس وافر مقدار میں سیالیت دستیاب تھی اور وہ نجی شعبے کو قرضے دینے کے خواہاں تھے کیونکہ ان حالات میں وسط تا طویل مدتی حکومت تمسکات میں سرمایہ کاری اتنی منافع بخش نہیں تھی۔

سرکاری اداروں کے قرضے

مالی سال 18ء میں اجناس کی سرگرمیوں کی مد میں مجموعی فنانسنگ میں 133.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو گذشتہ برس صرف 49.9 ارب روپے کی سطح پر تھا۔ جہاں تک قرضوں میں توسیع کے اجزائے ترکیبی کا تعلق ہے تو مالکاری کا بڑا حصہ گندم کی خریداری پر خرچ ہوا۔

شکل 3.9: بازار زر میں ادخالات کا اوسط واجب الادا حجم

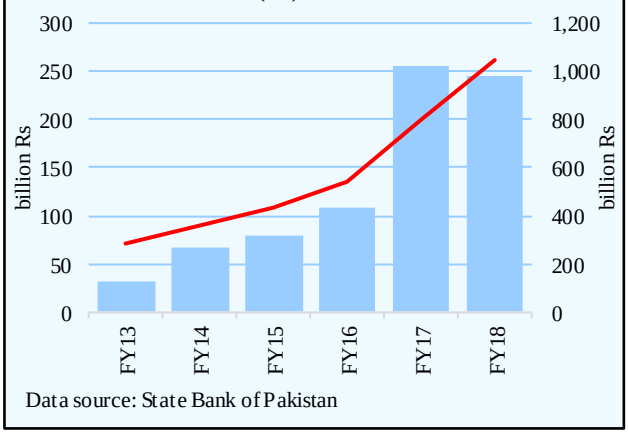


Data source: State Bank of Pakistan

پہلی تین سہ ماہیوں میں عام طور پر قرضوں کی خالص واپسی کا سیزن ہوتا ہے کیونکہ یہ مدت گندم کے خرچ کے چکر سے منسلک ہے۔ اس سال جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران 58.4 ارب روپے کے خالص قرضے واپس کیے گئے جبکہ گذشتہ برس 137.9 ارب روپے کی واپسی ہوئی تھی۔ چوتھی سہ ماہی میں اجناس کی مالکاری کے لیے قرضوں کا استعمال مالی سال 17ء کی چوتھی سہ ماہی کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھا(**باب 2**)۔

مالی سال 18ء میں سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز کی جانب سے قرضوں کا مجموعی استعمال گذشتہ برس کے مقابلے میں کچھ کم رہا۔ مالی سال 18ء میں واپڈا اینڈ پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) سب سے بڑا قرض گیر رہا اور اس جز کے مجموعی قرضوں کے استعمال میں اس کا حصہ تقریباً 85 فیصد تھا۔[4] پی ایچ پی ایل نے یہ قرضے (48 فیصد) گردشی قرضوں سے متعلق ادائیگیوں کے لیے حاصل کیے تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پی ایس ایز کے واجب الادا قرضوں میں گذشتہ دو برسوں سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور آخر جون 2018ء تک یہ بڑھ کر ایکٹر بلین روپے تک پہنچ گئے ہیں (**شکل 3.10**)۔ چونکہ بجلی کے شعبے میں کمرشل بینکوں کے قرضے پہلے ہی کافی بڑھ چکے ہیں، لہٰذا توانائی کی پرائیویٹ سیکٹر انٹرپرائزز کے لیے آگے چل کر بینکاری نظام سے سیالیت کے حصول کی کم گنجائش باقی رہ جائے گی۔

شکل 3.10: پی ایس ایز کو قرضے



Data source: State Bank of Pakistan

3.3 نجی شعبے کا قرضہ

مالی سال 18ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں 775.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو کہ مالی سال 17ء کے 747.9 ارب روپے سے زیادہ ہے۔ مالی سال 18ء میں بازار کے مجموعی تحرکات گذشتہ برس سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ معاشی سرگرمیوں میں تیزی اور صنعتوں کے پاس زیادہ پیداواری گنجائش کے باعث عمومی طور پر قرضوں کی طلب مضبوط رہی، خاص طور پر قرضوں کی کم لاگت سے کاروباری اداروں کی سرمایہ کاری کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی، رسد کی صورت حال بھی سازگار تھی کیونکہ بینکوں نے زیادہ منفعت بخش اثاثوں کی تلاش جاری رکھی۔ جو بات مالی سال 18ء کو مالی سال 17ء سے مختلف بناتی ہے وہ خام مال کی قیمتوں کا قدرے کمزور اثر ہے۔ مالی سال 17ء میں اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کا قرضوں کی نمو کو بڑھانے میں خاصا کردار تھا کیونکہ یہ کاروباری اداروں کی جاری سرمائے کی ضروریات کو بڑھانے کا باعث بنی تھیں۔ تاہم، مالی سال 18ء میں خام مال کی قیمتوں میں اضافہ کافی معتدل تھا اور اسی لیے اشیاسازی کے اہم شعبوں میں قرضوں کی نمو کو معاشی سرگرمیوں سے تقویت ملی تھی (**جدول 3.6**)۔

[4] تفصیلات کے لیے 'پاکستانی معیشت کی کیفیت' پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18-2017ء۔

جہاں تک رسد کا تعلق ہے تو عمومی طور پر سیالیت کی صورت حال ساز گار رہی اور خطرۂ قرض کمزور ہونے کی وجہ سے بینک نجی شعبے میں اپنے قرضوں کا اکتشاف بڑھانے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ خصوصاً، مالی سال 18ء میں بینکوں کے مجموعی قرضوں میں فیصد کے لحاظ سے غیر فعال قرضوں میں کمی ہوتی رہی کیونکہ کم مالی لاگت اور صحت مند آمدنی کے باعث کارپوریٹ شعبے کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں بہتری آگئی تھی (**جدول 3.7**)۔ اثاثہ جاتی معیار میں یہ بہتری وسیع البنیاد تھی اور تقریباً تمام اہم شعبوں کا اس میں حصہ تھا۔ چنانچہ بینکوں کے لیے حکومتی تمسکات میں اپنی سیالیت مختص کرنے کے بجائے بلند یافت والے نجی قرضوں، خاص طور پر تین مہینوں سے بلند میعاد والے قرضوں میں اپنی سیالیت مختص کرنا زیادہ سود مند تھا۔

جدول 3.6: اہم خام مال کی قیمتوں کا رجحان

قیمتیں

فیصد تبدیلی	م س17ء	م س18ء
کپاس (ملکی*)	23.4	6.8
کپاس (بین الاقوامی*)	17.2	5.9
گنے کی فصل (ملکی)	-3.9	-4.7
کوئلہ (بین الاقوامی)	50.0	21.7
پام آئل (بین الاقوامی)	2.2	-1.5
کچ دھات (چین)	35.7	-3.1

* تھوک اشاریہ قیمت

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور بلومبرگ

پیداواری گنجائش میں اضافہ اور سرگرمی جاری سرمائے کے قرضے بڑھانے کا باعث بنی

مالی سال 18ء میں نجی کاروباری اداروں نے 471.7 ارب روپے کا جاری سرمائے کا قرضہ لیا جبکہ گذشتہ برس 367.4 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔ معمول کے مطابق اشیا سازی سے وابستہ شعبوں نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ قرضوں میں بلند توسیع کا سبب بننے والے شعبوں میں ٹیکسٹائلز، سیمنٹ، برقی مشینری، لوہا اور فولاد، خوردنی تیل اور گھی، بنیادی کیمیکلز اور چاول کے پروسیسرز شامل ہیں۔ ان تمام شعبوں نے پورے سال بھرپور دلچسپی لی: مالی سال 18ء میں سیمنٹ کی ترسیلات دوہندسی نمو (13.8 فیصد) کے ساتھ بڑھ کر 45.9 ملین میٹرک ٹن کی تاریخی بلند سطح تک پہنچ گئیں۔ مالی سال 18ء میں ٹیکسٹائل اور چاول کی برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

جاری سرمائے کے قرضوں کا دوسرا سب سے بڑا استعمال کنندہ بجلی کا شعبہ تھا کیونکہ مالی سال 17ء کے 26.5 ارب روپے کے مقابلے میں اس نے اپنے قرضوں میں 62.1 ارب روپے کا اضافہ کیا۔ بجلی کے شعبے میں زیادہ پیداواری گنجائش کے علاوہ بلند قرض گیری میں تین عوامل نے اہم کردار ادا کیا: (i) گذشتہ برس کے 5.9 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 18ء میں بجلی کی پیداوار میں 12.8 فیصد کا اضافہ ہوا، جس نے صنعت کی ایندھن کی ضروریات میں اضافہ کر دیا تھا، (ii) ایندھن (تیل اور کوئلے) کی قیمتوں میں اضافہ اور (iii) گردشی قرضہ جمع ہونے کی وجہ سے بجلی کے چند نجی پیدا کنندگان کو درپیش سیالیت کی مشکلات۔

فولاد سازوں کی خام مال کی طلب کے باعث متعلقہ کاروباروں کے قرضوں کی ضروریات میں اضافہ ہو گیا۔ مثلاً[5]، بحری جہاز شکنی کی صنعت نے گذشتہ برس کے 0.1 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 18ء میں تقریباً 27 ارب روپے کا قرضہ لیا (**جدول 3.8**)۔ ان قرضوں میں سے بیشتر کو درآمدی مالکاری کی ضروریات کے لیے استعمال کیا گیا کیونکہ ملک نے مالی سال 18ء میں توڑنے کے لیے 126 بحری جہاز جبکہ مالی سال 17ء میں 111 جہاز درآمد کیے گئے تھے اور تب اس شعبے نے اپنے کچھ قرضوں کو واپس کیا تھا۔ لیکن مالی سال 18ء میں پاکستان نے توڑنے کے لیے ٹینکر بحری جہازوں کی درآمدات شروع کر دیں جن پر مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کے دوران

جدول 3.7: جزوار غیر فعال قرضے، قرضوں کے فیصد کے لحاظ سے (آخر مدت)

فیصد

	م س15ء	م س16ء	م س17ء	م س18ء
کارپوریٹ	13.4	11.8	9.6	7.9
ایس ایم ایز	31.6	26.5	20.5	17.8
زراعت	16.6	15.5	17.9	19.4
صارفی	10.6	9.8	7.3	5.6
خام غیر فعال قرضے / قرضے	**12.4**	**11.1**	**9.3**	**7.9**
خالص غیر فعال قرضے / قرضے	1.6	1.6	1.2	1.1

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

[5] فولاد کی پیداوار میں 21.8 فیصد کی دوہندسی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 20.5 فیصد تھی۔

دھماکے اور بڑی تعداد میں مزدوروں کی ہلاکت کے باعث پابندی عائد کر دی گئی تھی۔

مالی سال 18ء میں چینی اور کھاد کے شعبے میں قرضوں کی طلب میں کمی برقرار رہی

مالی سال 18ء میں چینی کا شعبہ اشیاسازی کا وہ واحد شعبہ تھا جس نے گذشتہ برس کے مقابلے میں جاری سرمائے کے کم قرضے لیے۔ مالی سال 18ء میں چینی کی پیداوار میں

جدول 3.8: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے (بہاؤ ارب روپے میں)

	مجموعی قرضے		جاری سرمایہ*		معین سرمایہ کاری	
	م س 17ء	م س 18ء	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**620.4**	**699.6**	**367.4**	**471.7**	**253.0**	**227.9**
اشیاسازی	384.3	421	251.7	307.2	132.7	113.8
ٹیکسٹائل	82.8	130.1	46.0	90.3	36.7	39.8
سیمنٹ	21.4	47.1	10.9	22.4	10.6	24.7
شکر	82.1	36.5	67.5	25.3	14.6	11.2
برقی مشینری وسازوسامان	7.7	33.4	4.9	30.4	2.9	3.0
لوہااور فولاد	19.0	30.1	15.9	31.1	3.1	-1.0
بیکری وغیرہ	7.0	28.6	1.5	24.2	5.5	4.4
خوردنی تیل اور گھی	7.9	27.5	6.7	21.5	1.2	6.1
بنیادی کیمیکلز	3.2	19.6	0.8	17.9	2.4	1.7
چاول کی پروسیسنگ	-0.9	13.4	-1.4	12.6	0.5	0.8
گھریلو برقی آلات	4.2	10.1	3.6	5.8	0.6	4.3
کاغذ	2.1	6.5	5.5	7.1	-3.4	-0.6
کھاد	9.8	-43.5	-1.0	-34.0	10.8	-9.4
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	55.6	87.5	26.0	60.4	29.6	27.1
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	55.0	85.7	26.5	62.1	28.5	23.5
گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	2.6	1.7	1.4	-1.8	1.1	3.5
کامرس اور تجارت	42.7	68.7	39.4	51.3	3.4	17.4
ریئل اسٹیٹ اور متعلقہ	18.3	34.9	7.3	18.4	11.0	16.5
تعمیرات	41.0	27.2	16.7	6.0	24.3	21.2
جہاز شکنی	0.1	26.8	-0.3	27.4	0.4	-0.7
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور کامرس	29.2	23.2	1.0	2.8	28.1	20.4
زراعت	12.4	8.0	11.0	-0.2	1.4	8.2
کان کنی و کوہ کنی	13.7	2.5	-0.1	-1.7	13.8	4.2

* بشمول تجارتی مالکاری

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

6.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 37.8 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 18ء میں کھاد کے شعبے نے 34.0 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ مالی سال 17ء میں صرف 1.0 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ طلب اور رسد دونوں کے تحرکات سال کے دوران اس شعبے کے لیے اتنے سازگار نہیں تھے۔ ایک جانب، مالی سال 18ء میں کھاد کے استعمال میں 5.0 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 36.4 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ دوسری جانب سستے فیڈاسٹاک کی عدم دستیابی کے باعث تین چھوٹے کارخانوں کی بندش کے ساتھ نئی بڑی فرموں کو ایل این جی گیس کی فراہمی میں عارضی تعطل نے پیداوار کو متاثر کیا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء میں اس شعبے نے قلیل مدتی قرضے کی واپسی پر اکتفا کیا۔

سست رفتار کے باوجود معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ ہوتا رہا

کاروباری اداروں کی جانب سے طویل مدتی پوزیشن لینے کا سلسلہ جاری رہا اور انہوں نے اپنے سرمایہ جاتی اخراجات کی مالکاری کے لیے بینکوں سے خاصا قرضہ حاصل کیا۔ مالی سال 18ء میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں مزید 227.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا، کیونکہ ٹیکسٹائل، سیمنٹ، شکر اور بجلی کے شعبوں کی جانب سے اپنی پیداواری گنجائش میں اضافے / اپ گریڈ کا عمل جاری رہا۔ واضح رہے کہ اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں تبدیلی کے باوجود طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور برآمدی نومالکاری اسکیم (ای ایف ایس) میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔[6] ٹیکسٹائل شعبے نے اپنی توازن کاری، جدت طرازی اور تعمیر و مرمت (بی ایم آر) جیسی سرگرمیوں کے لیے پرکشش نرخوں پر اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی نومالکاری اسکیموں کے تحت قرضے لیے، جیسے اس شعبے کو طویل مدتی مالکاری سہولت 5 فیصد کی شرح پر فراہم کی گئی۔ بہاؤ کے لحاظ سے مالی سال 18ء میں ٹیکسٹائل شعبے کے طویل مدتی قرضوں میں سے 70 فیصد ایل ٹی ایف ایف پر مشتمل تھا۔

اشیاسازی میں دوسرا اہم شعبہ سیمنٹ کا تھا جس نے مالی سال 18ء میں اپنی پیداواری گنجائش میں جاری توسیع کے لیے زیادہ قرضہ لیا۔ اس شعبے نے مالی سال 21ء تک اپنی پیداواری گنجائش کو بڑھا کر 23.4 ملین میٹرک ٹن تک لے جانا ہے۔ اگرچہ ضوابطی اور ماحولیاتی کنٹرولز کچھ مالی سال 18ء میں فرموں کے منصوبوں کی پیش رفت کو عارضی طور پر سست کرنے کا باعث بنے لیکن دیگر فرموں نے تین ملین میٹرک ٹن پیداواری گنجائش کا اضافہ کیا۔[7] اس شعبے نے مالی سال 18ء میں 24.7 ارب روپے کا جبکہ گذشتہ برس 10.6 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔[8] اسی طرح، شکر ساز مختلف مقاصد کے طویل مدتی قرضے حاصل کر چکے ہیں جن میں بی ایم آر، ایتھنول کی پیداواری صلاحیت بڑھانے اور اپنے استعمال کے لیے توانائی پلانٹس کی پیداواری گنجائش میں توسیع کی خاطر سرمایہ جاتی اخراجات اور پیداواری لاگت میں کمی کے لیے بہتر ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری شامل ہیں۔

اشیاسازی کے علاوہ مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں بجلی کے شعبے کے قرضے اس وقت بڑھ گئے جب حکومت نے فروری 2018ء میں نئے منصوبوں پر پابندی عائد کر دی اور جاری منصوبوں پر کام کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا۔ نتیجتاً، کچھ اداروں نے گیس اور کوئلے پر چلنے والے منصوبوں کے ساتھ ساتھ قابل تجدید توانائی (پون اور شمسی) کے ذرائع پر کام میں تیزی لانے کے لیے قرضے حاصل کیے۔

صارفی مالکاری میں اضافے کا رجحان جاری رہا

کم شرح سود صارفی قرضوں پر مثبت اثر ڈالتی رہی، جن میں مالی سال 18ء میں 86.5 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا جبکہ گذشتہ برس 70.5 ارب روپے بڑھے تھے (**جدول 3.9**)۔ یہ مسلسل چھٹا برس تھا جس میں صارفی قرضوں نے اپنی ترقی کی رفتار کو برقرار رکھا ہے اور رواں برس کے قرضوں کا بہاؤ 12 سال کی بلند ترین سطح پر ہے۔

جدول 3.9 : صارفی قرضے (بہاؤ ارب روپے میں)

	م س17ء	م س18ء
کل	**70.5**	**86.5**
کار	38.3	43.3
مکان	12.5	22.3
ذاتی قرضے	14.2	12.5
کریڈٹ کارڈز	4.5	7.4
بائیر ارصارفی اشیا	0.9	1.1

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس اضافے میں پچیس فیصد حصہ مکاناتی مالکاری کا ہے کیونکہ درمیانے حجم کے روایتی بینکوں نے اس کاروبار میں جارحانہ رویہ اختیار کیا۔ مالی سال 17ء کی طرح مالی سال 18ء میں بھی بیشتر قرضے یکمشت خریداریوں کے لیے حاصل کیے گئے، جس کے بعد تعمیرات اور ایک چھوٹا حصہ مرمت کے لیے استعمال کیا گیا۔ اب تک مکاناتی مالکاری کا

[6] مالی سال 18ء میں طویل مدتی مالکاری سہولت کے صارف کے لیے شرح 6 فیصد (ٹیکسٹائل کے لیے 5 فیصد) جبکہ برآمدی مالکاری اسکیم کے لیے 3 فیصد تھی۔

[7] تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3، زری پالیسی اور مہنگائی، 'پاکستانی معیشت کی کیفیت' پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18-2017ء۔

[8] مثلاً، اٹک سیمنٹ کے جنوری 2018ء میں 1.2 ملین میٹرک ٹن سالانہ کے پلانٹ نے کام شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح، لکی سیمنٹ بھی 1.3 ملین میٹرک ٹن سالانہ توسیع کا منصوبہ مکمل کر چکا ہے۔ 6,000 ٹن یومیہ پیداواری گنجائش کی حامل بیسٹ وے کی فاروقیہ لائن II مئی 2018ء میں اپنی پیداوار شروع کر چکی ہے۔ پائنیر سیمنٹ نے اپنی پسائی کی گنجائش کو 345 ٹن / گھنٹہ تک توسیع دی۔ غریب وال سیمنٹ نے جون 2018ء میں اپنا 250 ٹن / گھنٹہ پیداوار کا آپریشن شروع کیا۔

حجم بڑھ کر 88.2 ارب روپے تک پہنچ چکا ہے اور جی ڈی پی میں اس کا حصہ صرف 0.26 فیصد ہے۔ یہ تناسب نہ صرف ترقی یافتہ ممالک بلکہ بنگلہ دیش اور بھارت جیسے ہمسر ممالک سے بھی کم ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں ایک کروڑ مکانات کی قلت کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جس میں ہر سال اضافہ ہوتا جارہا ہے، نہ صرف بڑھتی ہوئی آبادی بلکہ مکانات کے موجودہ اسٹاک کا گرتا ہوا معیار بھی اس کا اہم سبب ہے۔ اسٹیٹ بینک نے حال ہی میں مکاناتی مالکاری کو فروغ دینے کی پالیسی کا ایک مسودہ تیار کر کے اسے مختلف فریقوں میں تقسیم کیا ہے (**باکس 3.2**)۔ اس پالیسی کے ذریعے آخر جون 2021ء تک یہ اہداف حاصل کیے جائیں گے: (i) مکاناتی قرضوں کے موجودہ 88.2 ارب روپے کے واجب الادا حجم کو بڑھا کر 250 ارب روپے تک لے جانا، اور (ii) اور قرض گیروں کی تعداد کو 62,062 کی موجودہ سطح سے بڑھا کر 200,000 تک لے جانا۔

باکس 3.2: کم لاگت مکاناتی مالکاری کی پالیسی کے مسودے میں شامل اہم اقدامات

بینک دولت پاکستان نے حال ہی میں ''کم لاگت مکاناتی مالکاری کے فروغ کی پالیسی'' کا ایک مسودہ تیار کر کے اسے 18 جولائی 2018ء کو اپنی ویب سائٹ پر جاری کر دیا تاکہ اس پر عوام کی آرا معلوم کی جا سکیں۔ اس پالیسی کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

- پاکستان میں کم لاگت مکاناتی مالکاری کی جس تعریف کو اختیار کیا جانا ہے، اس کے تحت 25 لاکھ روپے مالیت کی املاک پر 20 لاکھ روپے تک رقم کا قرضہ دیا جانا ہے۔ کم لاگت کی مکاناتی مالکاری حاصل کرنے والے قرض گیر کی ماہانہ آمدنی 60,000 روپے تک ہونی چاہیے۔
- اسٹیٹ بینک کم لاگت ہاؤسنگ زراعانت یافتہ مالکاری سہولت متعارف کرائے گا، جس کے تحت مالی اداروں کو زراعانت یافتہ شرح پر سیالیت فراہم کی جائے گی۔ اسٹیٹ بینک، بینکوں اور ڈی ایف آئیز کو قرضے کی رقم کے 10 لاکھ روپے تک یا 50 فیصد رقم پر ایک فیصد کی شرح سے نومالکاری فراہم کرے گا اور صارف کے لیے اس کی شرح 5 فیصد مقرر کی جائے گی۔ قرضے/مالکاری کی بقیہ 50 فیصد رقم بینک اور ڈی ایف آئیز اپنے مالی وسائل سے 12 فیصد کی معین شرح یا ایک سالہ متغیر شرح کا بنچ مارک جمع 4 فیصد تک خطرے کے پریمیم سے فراہم کی جائے گی۔ یہ سہولت مکانات کے انفرادی قرض گیروں اور مکانات کے بلڈرز/ڈویلپرز کو فراہم کی جائے گی۔ اسی طرح، مالکاری کی یہ سہولت اسلامی مالی اداروں کے ذریعے بھی فراہم کی جائے گی۔
- بینکوں کے لیے مکاناتی مالکاری کے اہداف مقرر کر کے انہیں ہدایات دی جائیں گی کہ وہ ان اہداف کو اپنے مجموعی بزنس پلان اور شعبوں کے اہداف کا حصہ بنائیں۔
- بینکوں اور ڈی ایف آئیز کے کم لاگت مکاناتی مالکاری جزدان پر ذخائر کی عمومی شرائط ختم کی جارہی ہے۔
- کم لاگت مکاناتی مالکاری میں بینکوں اور ڈی ایف آئیز کے انکشاف کو ریئل اسٹیٹ شعبے کے لیے 10 فیصد انکشاف کی حد سے مستثنیٰ دیا جارہا ہے۔
- مائیکروفنانس بینکوں کو اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنی مکاناتی مالکاری کو 5 لاکھ روپے سے بڑھا کر 10 لاکھ روپے تک کر دیں۔
- بینکوں اور ڈی ایف آئیز کے قرضوں کی پروسیسنگ میں بہتری کے لیے پاکستان بینکنگ ایسوسی ایشن کی مدد سے ایک معیاری درخواست فارم جاری کیا جائے گا۔

کم لاگت مکاناتی مالکاری کے فروغ کی پالیسی کے مسودے سے اخذ کردہ۔ [sbp.org.pk/smefd *2018., pp. i-ii.*]

تاہم کار مالکاری کو سب سے بڑے جز کی حیثیت حاصل رہی اور مالی سال 18ء میں صارفی جزدان میں ہونے والے اضافے میں اس کا حصہ نصف رہا۔ اس سال کاروں کی فروخت 216,786 اکائیوں کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی جس سے مسافر کاروں کی مضبوط طلب کی عکاسی ہوتی ہے اور بینکوں کی مالکاری نے اس کی فروخت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[9] کار کے قرضوں میں اضافے کے پیچھے کارفرما عوامل میں کم شرح سود، حالیہ برسوں میں مقامی اسمبلروں کی جانب سے کاروں کے نئے ماڈلز کا متعارف کرایا جانا، چھوٹی درآمد شدہ کاروں کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، شہروں کی بڑھتی ہوئی گنجانیت اور ملک کے بیشتر حصوں میں معقول پبلک ٹرانسپورٹ کا فقدان شامل ہیں۔[10] اس کے علاوہ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ صارفین بھی اپنی کاروں کو سواری کی خدمات مہیا کرنے میں استعمال کر رہے ہیں کیونکہ ان خدمات میں داخلہ اور اخراج فوری اور بہت آسان ہے۔

[9] ماخذ: پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن۔

[10] پاکستانی معیشت عام طور پر چھوٹی کاروں کی مارکیٹ ہے کیونکہ کاروں کی مجموعی فروخت میں 1000 سی سی تک کی کاروں کا حصہ تقریباً 52 فیصد ہے (مالی سال 16ء تا 18ء میں اوسطاً)۔

بینکاری نظام میں مالی سال 18ء کے دوران کار مالکاری میں اسلامی بینکاری اداروں کا حصہ بڑھ کر 46.2 فیصد تک پہنچ گیا جو ایک برس قبل 43.1 فیصد تھا۔ تاہم مکاناتی مالکاری کے معاملے میں ان کا حصہ مالی سال 18ء کے اختتام پر تقریباً اسی سطح پر رہا۔ کار اور مکاناتی مالکاری کے علاوہ اسلامی بینکاری ادارے صارفی مالکاری کی شریعت سے ہم آہنگ دیگر مصنوعات کو ڈیزائن کر کے ان کی پیشکش کر سکتے ہیں جن میں کریڈٹ کارڈز، ذاتی قرضے اور پائیدار صارفی اشیا کی مالکاری شامل ہیں۔ فی الوقت روایتی بینک ان تمام اجزا کی خدمات مہیا کر رہے ہیں اور آخر مالی سال 18ء تک مارکیٹ میں ان کا حصہ تقریباً 98 فیصد تھا۔

3.4 مہنگائی

مالی سال 18ء میں عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مسلسل چوتھے برس سالانہ ہدف سے کم رہی اور مالی سال 03ء کے بعد سے اپنی دوسری کمترین سطح پر ہے۔ توانائی کی بلند قیمتوں اور مضبوط ملکی طلب کے باعث غیر غذائی مہنگائی میں اضافہ ہو گیا تاہم غذائی اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے کمی نے مجموعی مہنگائی کو کم سطح پر رکھا۔ پھیلاؤ کے لحاظ سے ذیلی اشاریوں کی اکثریت (89 میں سے 59، جن کا صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں حصہ تقریباً 70 فیصد ہے) مالی سال 17ء کے مقابلے میں مالی سال 18ء میں کم مہنگائی کو ظاہر کرتی ہے۔

جدول 3.10: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور حصہ

		اوسط مہنگائی		حصہ	
	وزن	م س 17ء	م س 18ء	م س 17ء	م س 18ء
عمومی)	**100.0**	**4.2**	**3.9**	**4.2**	**3.9**
الف۔ غذا	**37.5**	**3.8**	**1.8**	**1.6**	**0.7**
سگریٹ	1.4	12.1	-17.3	0.3	-0.4
دالیں	1.1	5.6	-16.8	0.1	-0.3
چینی	1.0	4.3	-16.2	0.0	-0.2
تازہ سبزی	1.7	16.5	-3.9	0.3	-0.1
گوشت/مرغی	3.8	1.9	8.5	0.1	0.4
تازہ دودھ	6.7	3.9	3.8	0.3	0.3
پیاز	0.5	-33.2	67.6	-0.2	0.3
ب۔ غیر غذائی	**62.5**	**4.4**	**5.4**	**2.6**	**3.2**
کرایہ مکان	21.8	6.5	6.5	1.2	1.2
تعلیم	3.9	10.6	12.4	0.4	0.5
ملبوسات	7.6	4.1	4.8	0.3	0.4
صحت	2.2	10.5	8.1	0.2	0.2
موٹر ایندھن	3.0	-2.1	11.2	0	0.2
تعمیرات	0.9	3.7	6.0	0	0.1
قوزی (غیر غذائی غیر توانائی)	**53.5**	**5.2**	**5.8**	**2.6**	**3.0**

غذائی مہنگائی کو سگریٹوں اور دالوں نے محدود رکھا

مالی سال 18ء میں غذائی مہنگائی گذشتہ برس کی نمو کے مقابلے میں نصف سے بھی کم رہی جسے سگریٹوں کی قیمتوں میں کمی سے منسوب کیا جا سکتا ہے (**جدول 3.10**)۔ حکومت نے کم قیمت والے سگریٹوں پر کم ڈیوٹی کا زمرہ متعارف کروا کر ملک میں پیدا ہونے والے سگریٹوں کی ڈیوٹی کی ساخت بدل دی تھی، اور اس میں شامل تمام سگریٹ صارف اشاریہ قیمت کا حصہ تھے۔[11] اگر اسے منہا کر دیا جائے اور فرض کیا جائے کہ حکومت نے ایف ای ڈی کی ساخت میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے تو مجموعی صارف اشاریہ قیمت میں نمو مالی سال 17ء (4.0 فیصد) کے مقابلے میں مالی سال 18ء (4.5 فیصد) میں تھوڑی سی زیادہ ہوتی۔

غذائی مہنگائی کو کم کرنے والا دوسرا اہم جز دالیں تھیں۔ دالوں کی مقامی پیداوار میں کمی کے باعث مالی سال 16ء کے دوران اور مالی سال 17ء کے کچھ حصے میں اس کی قیمت بڑھ گئی تھی۔[12] تاہم طلب و رسد کا فرق کم کرنے کے لیے اجناس کی ریکارڈ درآمدات کے باعث اس کی قیمتیں مستحکم ہو گئی تھیں۔ شکر کے فاضل ذخائر کو ملک میں گذشتہ دو برسوں سے مسلسل گنے کی ریکارڈ پیداوار سے منسوب کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ عالمی منڈی میں اس کی بھرمار ملکی قیمتوں کی کمزوری کا باعث بنتی رہی۔

[11] تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18ء۔

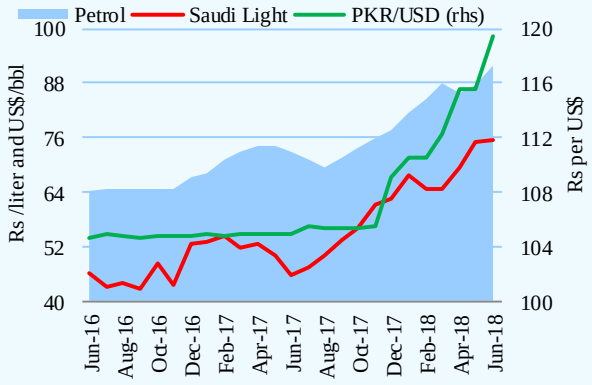
[12] ملکی پیداوار متاثر رہی ہے کیونکہ فی ایکڑ پیداوار میں اتار چڑھاؤ رہا اور یہ دیگر فصلوں کے مقابلے میں کم رہی۔ اس لیے کاشت کار چاول، گندم، مکئی، کپاس اور گنے کی زیادہ نفع بخش فصلوں کی کاشت پر منتقل ہو گئے (ماخذ: اقتصادی سروے پاکستان 18-2017ء)۔

دیگر غذائی اجزا میں قیمتوں کے تعین میں رسد کے عوامل کو سبقت حاصل رہی۔ مثلاً، مالی سال 18ء میں پولٹری کی فیڈ میں شامل اہم جز مکئی پر ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کرنے کی وجہ سے مرغی کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ اسی طرح ملک میں ایندھن کی قیمتیں بڑھنے سے تازہ دودھ کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ مزید برآں، اگست 2017ء اور مارچ 2018ء کے درمیان پیاز کی رسد میں تعطل آجانے کی وجہ سے سال کے بیشتر حصے میں اس کی قیمتیں بھی بلند سطح پر رہیں۔ تاہم مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں اس کی قیمتیں مستحکم ہوگئیں۔

موٹر ایندھن کی قیمتوں نے تیل کی بین الاقوامی قیمتوں اور شرح مبادلہ کے اثرات قبول کیے

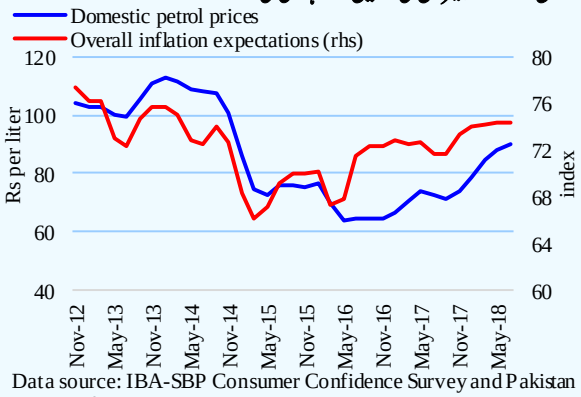
مالی سال 15ء تا مالی سال 17ء کے دوران صارف اشاریہ قیمت میں موٹر ایندھن کے اشاریے کا حصہ اوسط منفی 0.3 فیصدی درجے تھا تاہم مالی سال 18ء میں اس میں مہنگائی دوہندسی سطح پر رہی۔ مالی سال 18ء میں بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے اور مختلف مراحل میں شرح مبادلہ میں کمی کے باعث پیٹرول، ڈیزل اور ایل پی جی کی قیمتوں میں دوہندسی نمو ہوئی (**شکل 3.11**)۔ اس کے نتیجے میں حکومت نے مالی سال 18ء کے دوران 9 مختلف مواقع پر پیٹرول کی قیمتوں میں مجموعی طور پر 24.5 روپے فی لیٹر کا اضافہ کرکے ان اثرات کو منتقل کردیا۔ واضح رہے کہ مستقبل کی مجموعی قیمتوں کے بارے میں گھرانوں کے احساسات کا پیٹرول کی خردہ قیمتوں سے قریبی ربط ہوتا ہے۔[13] یہ صورت حال بڑھتی ہوئی مہنگائی کی توقعات سے بھی عیاں ہے جن کی عکاسی آئی بی اے ایس بی پی اعتمادِ صارف سروے سے ہوتی ہے (**شکل 3.12**)۔

شکل 3.11: تیل کی ملکی اور بین الاقوامی قیمتیں



Data source: Pakistan Bureau of Statistics and Bloomberg

شکل 3.12: پیٹرول کی قیمتیں اور مہنگائی کی توقعات



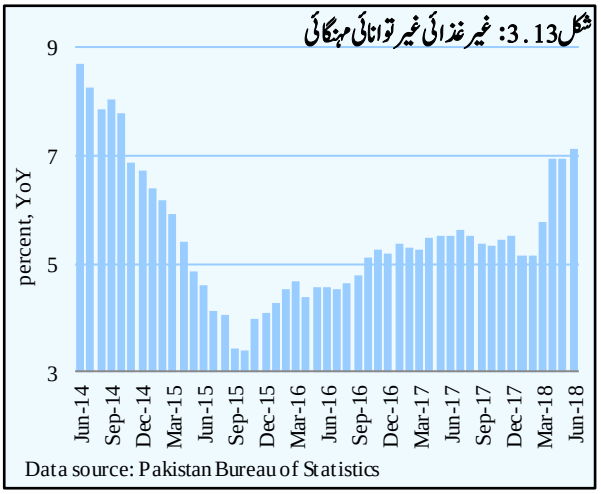
Data source: IBA-SBP Consumer Confidence Survey and Pakistan Bureau of Statistics

قوزی مہنگائی میں اضافہ

مالی سال 18ء میں قوزی مہنگائی کے پیمانے غیر غذائی غیر توانائی میں مسلسل دوسرے برس اضافہ ہوتا رہا۔ غیر غذائی غیر توانائی پیمانے میں سال بسال کمی کا رجحان اکتوبر 2015ء میں نچلی سطح پر پہنچ گیا تھا، جس کے بعد سے اس میں اضافہ ہورہا ہے۔ مالی سال 16ء کے مقابلے میں مالی سال 17ء کے دوران قوزی مہنگائی بلند سطح پر مستحکم ہوگئی تھی۔ تاہم مالی سال 18ء کے ابتدائی 8 مہینوں کے دوران کمی کے بعد چوتھی سہ ماہی کے دوران اس اشاریے میں سال بسال بنیادوں پر اچانک اضافہ ہوگیا (**شکل 3.13**)۔ اپریل 2018ء میں ہونے والا اضافہ کافی غیر معمولی تھا جب غیر غذائی غیر توانائی میں ماہ بہ ماہ نمو 2.4 فیصد کی سطح تک پہنچ گئی تھی۔ مالی سال کے دیگر مہینوں کے مقابلے میں یہ اضافہ کہیں زیادہ تھا جن میں ماہ بہ ماہ مہنگائی کی اوسط صرف 0.4 فیصد تھی (**شکل 3.14**)۔

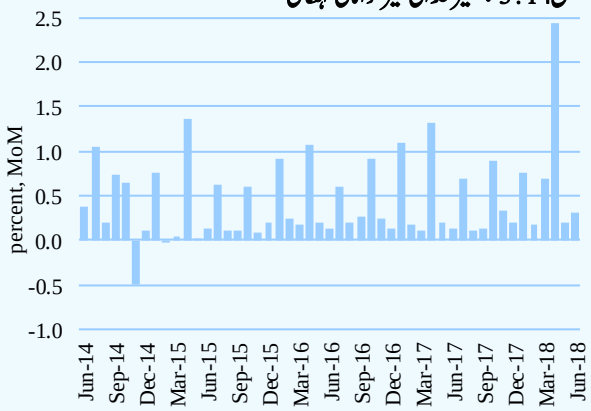
[13] عباس، بیگ اور چوہدری [2015ء] ترقی پذیر ملک کے حالات میں مہنگائی کی توقعات۔ غیر مطبوعہ مسودہ۔
http://dsqx.sbp.org.pk/ccs/survey%20information/paper.pdf

شکل 3.13: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی



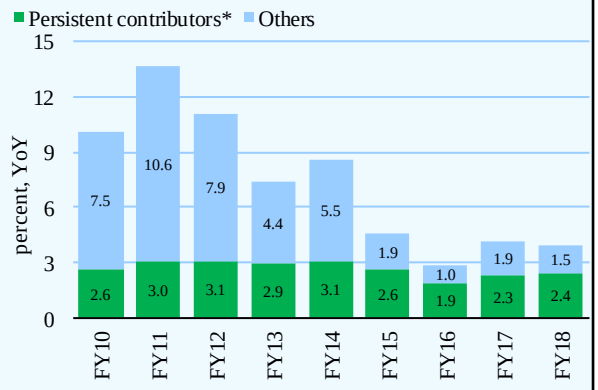
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.14 : غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی



Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.15: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے مسلسل حصہ دار



* Includes house rent, clothing, education, restaurants and health
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر غذائی غیر توانائی میں شامل تقریباً 75 فیصد گروپوں کی ماہ بہ ماہ مہنگائی ایک فیصد سے زیادہ تھی جبکہ تقریباً نصف اجزا نے دو فیصد سے زیادہ ماہ بہ ماہ مہنگائی ظاہر کی۔ اپریل 2018ء میں بلند نمو ملبوسات، جوتوں، مکان کے کرائے، فرنیچر، طبی ٹیسٹوں، ٹرانسپورٹ خدمات، ڈاک کی خدمات، درسی کتب، اسٹیشنری اور کاسمیٹک سامان کی قیمتوں کے اشاریوں میں تیزی سے اضافے کا نتیجہ تھی۔

کرایہ مکان، صحت اور تعلیم کا حصہ پائیدار رہا

صارف اشاریہ قیمت میں شامل کرایہ مکان، تعلیم، ملبوسات اور جوتے، صحت اور ریستوران کا شمار ان پانچ اشاریوں میں ہوتا ہے، جن کا روایتی حصہ برقرار رہا (**شکل 3.15**)۔ یہ دلچسپ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ یہ حصہ اشاریے میں ہونے والی مجموعی تبدیلیوں سے بڑی حد تک متاثر نہیں ہوا۔ یعنی مالی سال 11ء میں عمومی مہنگائی 13.7 فیصد اور مالی سال 18ء میں 3.9 فیصد پر رہی لیکن ان کے حصے میں تبدیلی نہیں آئی۔

تعلیم کے اشاریے میں شامل 16 میں سے 9 بنیادی اجزا کی قیمتوں میں دوہندسی مہنگائی ہوئی، جس میں حکومت اور نجی اداروں دونوں کی فیس شامل ہیں۔ اسی طرح صحت اشاریے کی مہنگائی کا سبب ادویات کی قیمتوں اور ڈاکٹروں کی فیسوں پر نظر ثانی تھا، یہ دونوں اجزا عام طور پر اپنی قیمتوں کی سطح میں مسلسل اضافے کا رجحان رکھتے ہیں۔